حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ صاحب قدس سرہ

کی جدائی پر

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے تعزیتی کلمات

شوال کو دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا افتتاح ختم قرآن پاک اور درس ترمذی شریف کے آغاز سے ہوا۔ دارالحدیث طلبہ اور اساتذہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس بار حضرت مولانا مدظلہ کے افتتاحی تقریر کا زیادہ تر حصہ حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ کے تعزیتی کلمات سے متعلق تھا اس طرح گویا افتتاحی تقریب نے حکیم الاسلام کی تعزیتی تقریب کی شکل اختیار کر لی۔ طلبہ نے حضرت مرحوم کو ایصال ثواب کیا۔ مولانا مدظلہ کی تقریر ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مرتب کرکے پیش کی جا رہی ہے

(عبدالقیوم حقانی)

محترم بھائیو! ہندوستان بلکہ ایشیا میں یہ جو آپ علم حدیث کے برکات دیکھ رہے ہیں یہ سب دارالعلوم دیوبند کی برکات ہیں۔

اکابر دیوبند اور علم حدیث کی ترویج دارالعلوم دیوبند کے بے نظیر اساتذہ بلکہ درحقیقت یہ سلسلہ تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی۔ حضرت مولانا شیخ الہندؒ حضرت العلامہ شیخنا المکرم، المجاہد فی سبیل اللہ، حضرت شیخی و سندی مولانا حسین احمد المدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر اساتذہ ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ آج پاک و ہند اور افغانستان کے گوشہ گوشہ میں مدارس کا سلسلہ اور تعلیم حدیث اور مسائل کی تحقیق و اشاعت دین کا سلسلہ رواں ہے۔ جب احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کے سامنے آجائے گا تو آپ کو اکابر اساتذہ دیوبند کی علمی خدمات جو انہوں نے انجام دی ہیں وہ بھی آپ کو انشاء اللہ معلوم ہو جائیں گی۔ متقدمین کے سوال و جواب ان کا استدلال و استخراج بھی آپ کے سامنے آجائے گا۔ اور اس کے ساتھ اپنے اکابر کے سوالات و جوابات، علمی توجیہات اور دلائل بھی آپ کو معلوم ہو جائیں گے۔ اور یہ حقیقت ہے

کہ امام رازی جو بہت بڑے محقق اور محدث گذرے ہیں۔ امام غزالی اور دیگر اسلاف متقدمین سے ہیں۔ ان کا علمی پایہ بلند ہے۔ اسی وجہ سے زیادہ معروف بھی ہیں۔ لیکن جن علماء نے ان کے علوم کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت نانوتویؒ۔ حضرت گنگوہیؒ۔ حضرت شیخ الہندؒ۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے علوم، شروح حدیث ترمذی و بخاری پر ان کے حواشی و شروحات دیکھی ہیں تو تعجب اور حیرت ہو جاتی ہے کہ احادیث کا اس قدر ذخیرہ اور ایسے علوم ہمارے اکابر نے اپنے سینہ میں کیسے محفوظ رکھے اور اس کی تبیین و اشاعت کیسے کرتے رہے۔ بہر تقدیر میں نے عرض کیا کہ یہ سلسلہ اشاعت حدیث اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے خاندان دہلوی اور اکابر دیوبند کی محنت کا ثمرہ ہے۔

مجھے وہ دور بھی یاد آتا ہے جب ہماری طالب علمی کی ابتداء تھی اور علم حدیث کا ہمارے سرحدی علاقوں میں تنہا رواج نہیں تھا تو ہم مبتدی طالب علم آپس میں جب باتیں کرتے تو کہتے بدیع المیزان پڑھ لیں گے۔ شرح تہذیب پڑھ لیں گے۔ پھر ملا حسن پڑھ لیں گے۔ اس کے بعد مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم کے چند ابواب پڑھ کر فاضل ہو جائیں گے۔ اور پھر خود بخود علم کے دروازے کھل جائیں گے۔ ہمارے ہاں اس وقت کا ذہن اور ماحول یہی تھا اور ہم اس وقت یہی سمجھتے تھے اور ہمارا یہ خیال بنایا گیا تھا کہ اگر اس سے زیادہ احادیث پڑھیں گے پوری مشکوٰۃ شریف اور صحاح ستہ پڑھ لیے تو وہابی بن جائیں گے۔ بہرحال یہ تو اس وقت کا حال ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ تو دہلی سے اشاعت علم حدیث کا یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اور دیوبند آیا۔ دیوبند سے آہستہ آہستہ پھیلتا گیا اور تمام ملک ہند، پاکستان بلکہ افغانستان اور عربستان تک پھیل گیا۔ اور آج تمام اسلامی ممالک میں اشاعت پذیر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر ہمیں بھی دارالعلوم دیوبند کے ادنیٰ غلام اور ادنیٰ خدام میں جگہ دے دے تو ہم اس کو اپنے لئے ذریعہ نجات یقین کرتے ہیں۔

محترم بھائیو! اکابر دیوبند کا ذکر بھی اسی مناسبت سے چل پڑا ہے۔ کہ ابھی پچھلے دنوں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک پاکباز اور باکردار انسان تھے۔ حضرت مولانا قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے علوم (جب کہ ان کی ہر کتاب علوم و معرفت کی ایک بحر ذخار ہے۔ اور ان کی تصنیفات جو علم الکلام، علم الحدیث پر لکھی گئی ہیں کو سمجھ لینا بھی کوئی آسان بات نہیں ہے۔) کے ترجمان تھے الولد سر لابیہ کا مظہر تھے۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکابرین دیوبند کے علوم بالخصوص علوم قاسمیہ، علوم شیخ الہند اور علوم تھانوی کا ایک عظیم خزانہ، جامع ماہر اور شارح تھے۔ تحریر و تقریر میں ان کو زبردست ملکہ حاصل تھا۔ اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کو جو خدا تعالیٰ نے علمی لحاظ سے، طلباء کے لحاظ سے، اساتذہ اور علماء کے لحاظ سے اقتصادیات اور تعمیرات کے لحاظ سے اور ہر لحاظ سے جو خوبیاں عطا فرمائی ہیں اور ترقیات سے نوازا ہے۔ یہ سب کچھ حضرت قاری صاحبؒ کے دور

اہتمام اوران کے زیرنگرانی انجام کو پہنچا ہے۔حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں حضرت العلامہ مولانا انورشاہ کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس رہ چکے ہیں۔ پھران کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد المدنی حضرت قاری صاحب ہی کے زمانہ اہتمام میں تدریس کرتے رہے حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے اس زمانہ میں جو عروج اور ترقی حاصل کی ہے۔ یہ تاج اوراس کا سہرا حضرت قاری صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ کے سر ہے۔ اور یہ ان ہی کے مخلصانہ شبانہ روز مساعی کا ثمرہ ہے۔ بہر تقدیر حضرت قاری صاحب ایک پاکیزہ شخصیت جامع العلوم اور بہترین کمالات سے منصف تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان میں اوران کے دیگر نائبین کے خاندان میں حضرت قاری صاحب والے تمام اوصاف وکمالات پیدا فرمادے اور خداتعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس خلا کو پورا فرمادے۔

آج شہر شہر، بستی بستی، قریہ قریہ جو آپ کو یہ دینی علوم کے مدارس ومراکز نظر آتے ہیں اور ہر گاؤں اور ہر بستی میں جو آپ کو دارالعلوم دیوبند کا فاضل، اکابر اساتذہ کا تلمیذ یا تلمیذ التلمیذ آپ کو جو نظر آتا ہے۔ یہ سب دارالعلوم دیوبند کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ اور یہ سب دارالعلوم دیوبند ہی کی برکات ہیں۔ ایشیا بھر میں پھیلے ہوئے مدارس، ان کے اساتذہ منتظمین کا تعلق بغیر واسطہ کے یا بالواسطہ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ ہے۔

<u>ناچیز اور دارالعلوم حقانیہ سے تعلق</u> | حضرت قاری صاحب مرحوم کو دیگر اساتذہ دیوبند کی طرح، دارالعلوم حقانیہ سے حد سے زیادہ شفقت اور حد سے زیادہ محبت تھی۔ جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو دارالعلوم حقانیہ ضرور تشریف لاتے۔ جب ہم سالانہ جلسہ دستار بندی کرتے (جو اب کافی عرصہ سے سالانہ اجتماع اور دستار بندی وغیرہ کا نظام متروک ہوچکا ہے بفضل اللہ حلقہ کی وسعت اور فضلاء کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے جس کی وجہ سے جلسہ کا کنٹرول ایک بڑی سطح کے منصوبہ اور بڑے پیمانہ کے انتظام کے بغیر انجام کو نہیں پہنچ سکتا) تب بھی حضرتؒ تشریف لاتے۔ ایک مرتبہ اس سامنے والی گیلری (دارالحدیث) کے سامنے برآمدے کے اوپر والا بالاخانہ یا گیلری جو کافی عرصہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ رہا ہے) میں بھی قیام فرمایا اور غالباً ایسے ہی ایک موقعہ پر جب آپ نے دارالعلوم حقانیہ اوراس کے مختلف شعبوں اور طلبہ کی قیام گاہوں کے مختلف احاطوں کا معائنہ کیا تو فرمایا

> مجھے دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند سے جدا نظر نہیں آتا۔ بلکہ دارالعلوم حقانیہ نے دارالعلوم دیوبند کو اپنے ضمن میں لے رکھا ہے سارے پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کے نمونہ اور نقش قدم پر دارالعلوم حقانیہ

گامزن ہے۔ اور یہ دیوبند ثانی بن چکا ہے۔

اور ایک مرتبہ تو یہاں تک فرمایا کہ میں دارالعلوم حقانیہ آکر یوں **محسوس کرتا ہوں جیسے دارالعلوم دیوبند آگیا ہوں اور گویا اپنے گھر میں موجود ہوں** یہ تاثرات دارالعلوم کی کتاب الآراء میں بھی قلم بند فرمائے ہیں۔ بہر حال یہاں آکر حد درجہ خوشی اور محبت کا اظہار فرماتے اور جو جو نئے مسائل پیش آتے اس میں بھی دارالعلوم حقانیہ کی رائے کو شامل فرما لیتے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت کو دارالعلوم حقانیہ اور خاص کر مجھ ناچیز پر حد درجہ شفقت تھی۔ دارالعلوم دیوبند میں میں نے جو زندگی کے لمحات گذارے ہیں خاص کر تدریس کا زمانہ جو تقریباً ساڑھے چار سال ہے اور اس زمانے میں ہر فن میں تقریباً کوئی ایسی کتاب نہ ہوگی جو میں نے نہ پڑھائی ہو۔ دیگر اساتذہ کی شفقت ومحبت کے باوجود چونکہ اختیارات مہتمم صاحب کے ہوتے ہیں۔ تو حضرت مہتمم صاحبؒ ہر معاملہ میں ترجیحی سلوک میرے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ اسباق اور تدریس کا مسئلہ بھی یوں تھا کہ جب بعض اساتذہ حج کو تشریف لے جاتے یا کسی اور عذر سے وہ اسباق نہ پڑھا سکتے، تو ان کے اسباق اور کتابیں (جو زیادہ تر فقہ، حدیث، فلسفہ، منطق، معانی اور تفسیر کی ہوتی تھیں) کی تدریس کی ذمہ داری بھی مجھے سونپ دی جاتی۔ اور فرماتے کہ یہ نوجوان ہے اور کام اچھا چلا سکتا ہے اور یہ محض ان کا حسن ظن تھا۔ تو حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے بہ حیثیت مہتمم دارالعلوم دیوبند مجھ ناچیز سے پر جو شفقت فرمائی ہے اور خاص کر دارالعلوم حقانیہ سے اور ایک موقعہ پر فرمایا کہ" **دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کی بیٹی ہے**"

حضرت قاری صاحب مرحوم دارالعلوم حقانیہ کو بہت ترجیح دیتے تھے۔ اور اس کے ذکر پر فخر فرمایا کرتے تھے اور یہ خدا تعالیٰ کا اپنا فضل وکرم ہے کہ تمام اکابر اساتذہ دارالعلوم دیوبند کو دارالعلوم حقانیہ سے ایک خاص محبت تھی۔ اور سب فرماتے کہ یہ" ہمارا اپنا دارالعلوم ہے "

حضرت قاری صاحب مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ دارالعلوم دیوبند کو ترقی وعروج کے بلند معیار پر پہنچا دینا ہے کہ آج تمام دنیا کے لئے دیوبند مشعلِ راہ ہے تکثیر علماء، تکثیر طلباء، تدوین کتب اور تعمیرات ہر لحاظ سے دارالعلوم دیوبند ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

جس کی خدمات مسلّم اور شہرہ "کالشمس فی نصف النہار" ہے۔ آج ہم ان کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئے ہیں۔ یہ تمام اہلِ علم کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند تمام اہل علم کی مادر علمی ہے۔ اس لئے دارالعلوم حقانیہ کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ میں کیا عرض کروں۔ حضرت قاری صاحبؒ کی وفات سے ہمارے قلوب کو صدمہ پہنچا۔ ہم ایک بڑے مشفق، ایک بڑے مہربان، ایک بڑے تجربہ کار، بڑے عالم اور خاص کر دارالعلوم دیوبند اور مولانا

محمد قاسمؒ کے علوم کے حامل سے محروم ہو گئے۔ قیامت کی علامات سے من جملہ ایک علامت یہ بھی ہے کہ "یُرفع العلم" جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ جب علم ناپید ہو جائے اور لوگ علوم دینیہ سے محروم ہو جائیں تو دین ختم ہو جائے گا۔ دین ہم کو علم ہی بتلاتا ہے۔ ہم جو یہاں جمع ہوئے ہیں ہمارا مقصد علم حاصل کرنا ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام و مسائل سیکھ لیں جب مسائل معلوم ہو جائیں تو اولاً ان پر خود عمل کریں۔ پھر ان کی حفاظت و اشاعت کی کوشش کریں۔ اسی تبلیغ و اشاعت کے نتیجہ میں انشاء اللہ عالم آباد رہے گا۔ اور اگر یہ کام چھوڑ دیا جائے تو عالم برباد ہو جائے گا۔

ہمارے اکابر اساتذہ اور علماء عمر طبعی کو پہنچ کر وفات پا گئے۔ "کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ"۔ مگر الحمد للہ کہ دین کے پودے لگاتے رہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری نہ رہتا تو دین کا باغ برباد ہو کر رہ جاتا۔ یہ سارا عالم عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، عبادت عابدین کرتے ہیں۔ عابدین علماء ہیں۔ جو علم دین سکھلاتے ہیں۔ علم دین ختم ہوا تو عابدین بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ تو اکابر علماء کی رخصت یہ علامات قیامت سے ہے۔ ہر چیز کا تعلق اللہ تعالیٰ نے ظاہری اسباب کے ساتھ بنایا ہے۔ اگرچہ فی الواقعہ اسباب مؤثر نہیں۔ قیامت دراصل یہ عظمیٰ ہے۔ اور قیامت اس سے عبارت ہے کہ زمین برباد ہو جائے، آسمان برباد ہو جائیں۔ نظام عالم سارا درہم برہم ہو جائے اور بخاری شریف میں تشریح مذکور ہے کہ قیامت تب قائم ہو گی جب علم دین ختم ہو جائے گا اور اس پر عمل کرنا اور اس کی اشاعت کرنا ترک کر دیا جائے گا اور اس غفلت کی وجہ سے قیامت کو دعوت دینا شروع کر دیں گے۔ اگر ایک آدمی ایک مسجد برباد کر دیتا ہے تو تم کہتے ہو بڑا ظالم ہے جس نے خانہ کعبہ برباد کرنے کی کوشش کی وہ تو بہت بڑا ظالم ہے اور جس نے ساتوں آسمان و زمین اور سارا نظام کائنات اور سارے اللہ کے گھر و مساجد فنا کر ڈالے تو اس سے بڑھ کر اور کسی ظالم کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ تو جو عالم تدریس اور تبلیغ نہیں کرتا وہ قیامت کے لانے کا باعث اور سبب بنتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلیں۔

حضرت نانوتویؒ تدریس بھی کرتے تھے اور بخاری کے نسخوں کی تصحیح بھی۔ ۱۲ روپے تنخواہ تھی۔ کسی بڑے ادارہ سے بارہ سو کی پیش کش ہوئی فرمایا میں ۱۲ روپے کو صحیح طور اپنے مصرف میں خرچ نہیں کر سکتا۔ تو بارہ سو روپے کا کیا حساب کروں گا۔ بلکہ ان کا تو یہ حال تھا کہ ۱۲ روپے سے جو رقم بچ جاتی اسے دوبارہ مدرسہ میں داخل فرما دیتے تھے۔ انہوں نے خالصۃً خدا کی رضا کے لئے علوم کی خدمت و اشاعت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دیوبند مقبول ہے اس کے علماء، مدرسین، مہتممین، منتظمین اور تمام وابستگان سب مخلصین تھے۔ اللہ میاں کو اخلاص پسند ہے۔ آپ حضرات نے جو ابھی قرآن حکیم کی تلاوت کی ہے اور ختم قرآن کیا ہے۔ حضرت قاری صاحب قدس سرہ اور جمیع اکابر اساتذہ دار العلوم دیوبند کو اس کا ایصال کر دیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام حضرات کے درجات بلند فرماوے ۞